JQSS: (Journal Of Quranic and Social Studies)
ISSN: (e): 2790-5640 ISSN (p): 2790-5632
Volume: 4, Issue: 1, Jan-June 2024. P: 97-117
Open Access: https://jqss.org/index.php/JQSS/article/view/153
DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.14770769

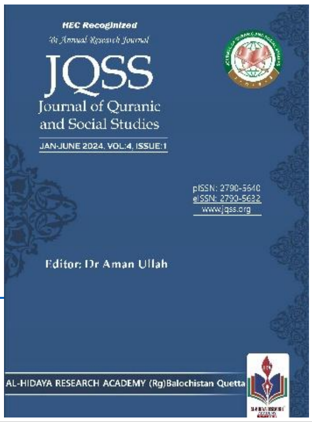

Copyright: © The Aothors Licensing: this work is licensed under a creative commons attribution 4.0 international license

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شخصی وانفرادی اجتہادات کا ایک تحقیقی جائزہ

A Research Review of the Personal and Individual Ijtihads of Hazrat Umar Farooq (RA)

1. **Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad** https://orcid.org/0009-0006-0459-1372	Chairman, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan Quetta
2. **Dr Mohammed Saleem Zurkoon** m.saleemedu786@gmail.com	Additional Director, Secondary and Primary Schools of Baluchistan
3. **Muhammad Siddique Ullah** https://orcid.org/0000-0001-9665-3425	Visiting Faculty, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta

How to Cite : Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad and Dr Mohammed Saleem Zurkoon and Muhammad Siddique Ullah (2024). A Research Review of the Personal and Individual Ijtihads of Hazrat Umar Farooq (RA) (JQSS) Journal of Quranic and Social Studies, 4(1), 97-117.

Abstract and indexing

Publisher
HRA (AL-HIDAYA RESEARCH ACADEMY) (Rg)
Balochistan Quetta

Journal of Quranic and Social Studies
Volume:4, Issue:1, 2024

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شخصی وانفرادی اجتہادات کا ایک تحقیقی جائزہ

A Research Review of the Personal and Individual Ijtihads of Hazrat Umar Farooq (RA)

Journal of Quranic and Social Studies
97-117
© The Author (s) 2024
Volume:4, Issue:1, 2024
DOI:10.5281/zenodo.14770769
www.jqss.org
ISSN: E/ **2790-5640**
ISSN: P/ **2790-5632**
OJS OPEN JOURNAL SYSTEMS PKP PUBLIC KNOWLEDGE PROJECT

Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad
Chairman, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan Quetta

Dr Mohammed Saleem Zurkoon
Additional Director, Secondary and Primary Schools of Baluchistan.

Muhammad Siddique Ullah
Visiting Faculty, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.

Abstract
Hazrat Umar ibn al-Khattab (RA), the second caliph of Islam, stands out as one of the most influential figures in the history of Islamic jurisprudence and governance. His contributions to the development of Islamic law are immense, especially through his personal and individual ijtihads (independent legal judgments), which shaped not only the legal framework of the early Islamic state but also its social and administrative structures. Hazrat Umar (RA) was known for his deep understanding of the Qur'an and Sunnah, along with a sharp intellect and a sense of practicality, which enabled him to make decisions in situations where there was no explicit guidance from the Qur'an or Hadith. One of Hazrat Umar's key contributions was his use of qiyas (analogical reasoning) to address new issues that arose in the rapidly expanding Muslim state. He believed that if a ruling was not directly available from the Qur'an or Hadith, one could infer a solution by drawing analogies with established principles. His ijtihads were instrumental in introducing legal reforms, such as the regulation of the welfare state, the implementation of land taxes (kharaaj), and the establishment of a formal judicial system. Additionally, Hazrat Umar's (RA) governance was marked by significant administrative reforms. He reorganized the state, dividing it into provinces, and ensured the fair and just distribution of resources. His commitment to justice was reflected in his decisions regarding the rights of women, non-Muslims, and the treatment of prisoners of war. Hazrat Umar (RA) also placed great emphasis on accountability and transparency, holding his officials to high standards and ensuring they upheld the rights of the people. The ijtihads of Hazrat Umar (RA) were not only grounded in legal theory but also took into account the practical realities of governance. His rulings continue to have a lasting impact on Islamic law and are studied by scholars for their insight into the application of Islamic principles in contemporary settings. His legacy remains central to Islamic legal thought and continues to inspire Islamic scholars today.

Keywords: Hazrat Umar (RA), ijtihad, Islamic jurisprudence, governance, legal rulings, Islamic law

Corresponding Author Email:

msahibzada8@gmail.com
sideeqsadiq6@gmail.com
m.saleemedu786@gmail.com

تمہید

حضرت عمر بن خطابؓ اسلامی تاریخ کے عظیم ترین رہنما اور اجتہاد کے علمبردار تھے۔ آپؓ نے اپنی خلافت کے دوران مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے متعدد اہم فیصلے کیے، جن کی تاثیر آج تک محسوس کی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے فیصلوں میں دین اسلام کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حالات کی مناسبت سے جدید حل پیش کیے، جس سے نہ صرف مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں بہتری آئی، بلکہ ان کے اجتہادی فیصلوں نے اسلامی فقہ کی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

حضرت عمرؓ کی اجتہادی بصیرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے نئے مسائل کے حل کے لیے قرآن و سنت کی روشنی میں قوی فیصلے کیے اور مختلف حالات میں دین کی روح کو برقرار رکھا۔ آپؓ کی نظر میں اجتہاد کا مقصد صرف قانونی مسائل کا حل نہیں تھا، بلکہ عوام کی فلاح و بہبود اور معاشرتی انصاف کو فروغ دینا تھا۔

حضرت عمرؓ کے اجتہادی فیصلوں کی تفصیل میں مختلف اجزا شامل ہیں جو ان کی بصیرت، دوراندیشی اور دینی فہم کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ان فیصلوں کا جائزہ تین اہم پہلوؤں میں کیا جاسکتا ہے:

1. عقائد سے متعلق اجتہادی فیصلے۔
2. عبادات سے متعلق اجتہادی فیصلے۔
3. معاملات سے متعلق اجتہادی فیصلے۔

سب سے پہلے عقائد سے متعلق اجتہادی فیصلوں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

1. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقائد سے متعلق اجتہادی فیصلے:

عقائد سے متعلق ارکان اسلام کے حوالے سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اسلام قبول کرنے والوں سے عہد لیتے وقت کہتے تھے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز ادا کرو جو اللہ تعالی نے تم پر فرض کی ہے اس میں کوتاہی ہلاکت ہے اور خوش دلی کے ساتھ مال کی زکوۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو جن کو اللہ نے امر کا والی بنایا ہے ان کی اطاعت کرو۔

حضرت عمرؓ کے نزدیک مسلمان قرار دیئے جانے کے لیے درج ذیل امور درکار ہیں۔

1. عاقل بالغ شخص کا یہ اقرار کہ دین اسلام حق ہے اور اسلام کے علاوہ تمام دیگر ادیان سے اظہار بیزاری۔
2. نابالغ بچہ کے والدین میں سے کسی ایک کا مسلمان ہونا، روایت ہے کہ ایک بچے کے نصرانی والدین میں سے ایک نے اسلام قبول کر لیا تو حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرمایا کہ اس بچے کا زیادہ حق دار وہ ہے جو مسلم ہے"۔(1)
3. نابالغ بچے کے مالک کا مسلمان ہونا، یا اسکے والدین میں سے کسی ایک کے مالک کا مسلم ہونا، کیونکہ مسلم آقا بھی حکماً والدین میں سے ایک کا قائم مقام ہے اس لیے کہ اسے ولایت حاصل ہے اور اسی لیے حضرت عمرؓ کسی یہودی یا نصرانی کو اس امر کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ اپنے بچہ کو جو کسی مسلمان کا غلام ہو یہودی یا نصرانی بنائے۔
4. نکاح نامہ میں یہ شرط موجود ہونا کہ بچے مسلمان ہوں گے داؤد بن کردوس تغلبی روایت کرتے ہیں کہ،

> "جب بنی تغلب نے نہر فرات پار کر کے روم کے علاقے میں آباد ہونے کا ارادہ کیا تو اس قبیلے نے حضرت عمرؓ سے صلح کی جو شرائط طے کی ان میں ایک یہ تھی کہ وہ اپنے بچوں کو نصرانی نہیں بنائیں گے اور انہیں کوئی اور دین قبول کرنے پر مجبور نہیں کریں گے اور یہی وجہ تھی کہ بنی تغلب ذمی نہیں رہے اس لیے کہ انہوں نے اپنے بچوں کو زیر دستی اپنے دین کا بپتسمہ نہیں دیا"۔(2)

حضرت عمرؓ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کسی مسلمان کا برا نام رکھا جائے، چنانچہ آپ نے ایک شخص سے نام دریافت کیا اس نے جمرہ یعنی انگارہ بتایا آپؓ نے اس کے باپ کا نام پوچھا تو اس نے بتایا شہاب (شعلہ) آپ نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ اس بتایا: حرقہ سے (جلی ہوئی جگہ) آپ نے پوچھا تمہارا مسکن کہاں ہے؟ اس نے کہا حرۃ النار آگ کا جھلساؤ، عمرؓ نے کہا جاؤ اپنے گھر کی خبر لو، وہ جل چکے ہیں۔

"راوی کہتے ہیں کہ وہی ہوا جو حضرت عمرؓ نے کہا تھا"۔(3)

آپ یہ بھی ناپسند کرتے کہ ایسانام رکھاجائے جو اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے چنانچہ آپؓ نے فرمایا کہ اپنانام حکم اور ابوالحکم نہ رکھو کہ حکم صرف اللہ ہے اس طرح آپ انبیاء کے نام پر نام رکھنے کو بھی پسند نہیں کرتے تھے، غالباً آپ کا نقطہ نظر نگاہ یہ تھا کہ جس شخص کا نام کسی نبی کے نام پر ہو گا ہو سکتا ہے اسے برا بھلا کہا جائے اور اس طرح انبیاء کے نام کی بے ادبی ہو لہذا حضرت عمرؓ انبیاء کے اسماء کو سوء ادب سے بچانے کے لیے مگر وہ خیال کرتے تھے کہ انبیاء کے ناموں پر کسی کا نام رکھا جائے، آپ ایسے ناموں کو بھی پسند نہیں کرتے تھے جو عقیدے کے خلاف ہوں مثلاً ابو عیسیٰ اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد کے پیدا ہوئے تھے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی کنیت ابو عیسیٰ تھی۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ آپ اپنی کنیت ابو عبد اللہ رکھ لیں۔ انہوں نے فرمایا میری یہ کنیت رسول اللہ ﷺ نے رکھی تھی آپؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے تھے اور اب ہم اپنے جیسے لوگوں میں ہیں غرض اس کے بعد وفات تک حضرت مغیرہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہی رہی۔

"آپؓ کے صاحبزادے نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تو آپ نے منع فرمایا کہ عیسیٰ بن باپ کے تھے"۔(4)

اس طرح ایک دفعہ حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ لوگ اس درخت کے پاس عقیدت کے ارادے سے جاتے ہیں جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ سے بیعت رضوان کی گئی تھی تو آپؓ نے اسے کٹوادیا کیونکہ تعظیم صرف اللہ ہی کے لیے ہے اور آپؓ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں زمانہ جاہلیت میں رائج بت پرستی کی لعنت پھر سے واپس نہ آجائے کیونکہ لوگ زمانہ جاہلیت سے ابھی بہت قریب ہیں البتہ صالحین سے توسل یعنی وسیلہ بنا کر دعا میں کوئی حرج نہیں:

" چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ بارش کے لیے دعا فرمائی تو عم رسول ﷺ حضرت عباس کو وسیلہ بنایا اور راس طرح دعا کی کہ اے اللہ ہم پہلے تیری جناب میں اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ بناتے تھے اور بارش ہو جاتی تھی اب ہم تیری حضور میں اپنے نبی ﷺ کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں لہذا تو ہمیں سیراب کر دے"۔(5)

مرتد سے متعلق حضرت عمرؓ سے بالاتفاق یہ روایت منقول ہے کہ مرتد سے توبہ کرائی جائے گی البتہ توبہ کی مدت کے بارے میں اقوال سے متعلق اختلاف ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ مرتد سے مسلسل توبہ کے لیے کہا جائے اور اسے قتل نہ کیا جائے انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ،

"مجھے ابو موسیٰ اشعریؓ نے تستر کی فتح کی اطلاع دینے کے لیے حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا حضرت عمرؓ نے مجھ سے بنی بکر بن وائل کے ان چھ آدمیوں کے بارے میں دریافت کیا جو مرتد ہو کر مشرکین سے جاملے تھے، میں نے حضرت عمرؓ کی توجہ ہٹانے کے لیے دوسری بات شروع کی تو آپؓ نے فرمایا: بکر بن وائل کے ان آدمیوں کا کیا ہوا؟ میں نے جواب دیا کہ امیر المومنین وہ مرتد ہو گئے تھے ان کے قتل کے علاوہ اور کیا راستہ ہے؟ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا میں انہیں زندہ سلامت پالوں تو میری لیے سونے اور چاندی کے ڈھیروں سے بہتر ہے، میں نے کہا اے امیر المومنین! اگر آپ انہیں زندہ پکڑ لیں تو انکا کیا کریں گے آپؓ نے فرمایا میں ان پر وہی دروازہ پیش کروں گا جس سے وہ باہر نکلے تھے کہ دوبارہ اس راستہ سے اندر داخل ہو جائیں اگر انہوں نے میری بات مان لی تو ٹھیک ورنہ میں انہیں جیل میں ڈال دوں گا"۔(6)

خواب کے حوالے سے حضرت عمرؓ خواب کی تعبیر بیان کیا کرتے تھے اور تعبیر بتانے کو جائز تصور کرتے تھے آپؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ لوگو! میں نے خواب دیکھا ہے کہ،

"لال مرغ نے مجھے دو مرتبہ ٹھونگیں ماریں میرا خیال ہے کہ میری موت قریب ہے"۔(7)

"لیکن خواب کی بنیاد پر کوئی عقیدہ اختیار کرنے یا عملی معاملات کے لیے دلیل بنانے کو منع فرماتے تھے"۔(8)

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ تین دن تک مرنے والا ہے اس نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی اور اپنا مال تقسیم کر دیا حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایا:

"تیرے پاس شیطان آیا تھا جس نے آکر تجھے بتایا کہ تو تین دن میں مرنے والا ہے اب تو اپنا مال واپس لے لے اور اگر تو مر گیا تو میں تیری قبر کو اس طرح سنگسار کروں گا غرض آپ نے اسکی بیویوں اور مال کو واپس کروایا اور فرمایا کہ تو کم ہی زندہ رہے گا"۔(9)

عقائد کے سلسلے میں قرآن کے حوالے سے حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ قرآن کی کوئی ایسی آیت نہیں جس کی تلاوت کرنے یا سننے پر سجدہ نہ ہو البتہ سجدہ کرنا نہیں ہے،

"آپؓ نے ایک جمعہ کے دن منبر پر سجدہ والی آیات تلاوت کی اور نیچے اتر کر سجدہ کیا لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا آئندہ جمعہ کو آپ نے پھر آیت سجدہ تلاوت کی لوگ پھر سجدہ کے لیے تیار ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ اللہ نے یہ سجدہ ہم پر فرض نہیں کیا ہے اختیاری امر ہے ہم جس وقت چاہیں کرلیں"۔(10)

یہ سجدہ ہم پر فرض نہیں کیا ہے جو خود آیت سجدہ تلاوت کرے یا بیٹھ کر سنے لیکن بلا ارادہ کسی کے کان میں سجدہ کی آیت پڑ جائے تو اس پر سجدہ نہیں ہے چنانچہ عمرؓ نے فرمایا کہ،

"سجدہ اس شخص پر ہے جو خود قرآت کرے یا بیٹھ کر سنے"۔(11)

اس روایت سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر کسی شخص نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئی آیت سجدہ تلاوت کی تو اسے چاہیے کہ اتر کر سجدہ کرے جیسے حضرت عمرؓ نے منبر پر آیت سجدہ تلاوت کے وقت کیا تھا اور چاہے تو خطبہ کے اختتام پر سجدہ کرے۔

حضرت عمر قرآن کے کلمات کو واضح ادائیگی کے ساتھ پڑھنے کے قائل تھے ایک مرتبہ آپؓ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو ایک دوسرے کو قرآن پڑھ کر سنا رہے تھے آپ کو دیکھ کر خاموش ہوگئے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تم لوگ کیا کر رہے تھے انہوں نے کہا ہم قرآن پڑھ کر ایک دوسرے کو سنا رہے ہیں یہ سن کر آپؓ نے فرمایا:

"قرآن پڑھو لیکن اعراب کی غلطی نہ کرو حضرت عمرؓ خود بھی جب قرآن کی تلاوت کرتے تو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتے تھے آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن پڑھتے وقت اپنی آوازوں کو خوبصورت بناؤ"۔(12)

حضرت ابو موسیٰ اشعری خوش آواز تھے اور قرآن تجوید کے ساتھ پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ جب ان کے پاس بیٹھتے تو فرماتے کہ،

"اے ابو موسیٰ ہمیں ہمارے رب کی یاد دلاؤ، اس پر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ قرآن کی تلاوت فرماتے"۔(13)

قرآن کے حفظ کرنے سے متعلق حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اسے قرآن کی کم از کم چھ سورتیں یاد ہوں جن کو وہ جہری نمازوں میں تلاوت کرے اور ایک سورۃ دن میں ایک مرتبہ سے زائد نہ پڑھے اس طرح قرآن سیکھنے اور حفظ کرنے پر انعامات کے قائل تھے۔

یہ تمام اجتہادی فیصلے عقائد سے متعلق تھے اب عبادات سے متعلق حضرت عمرؓ کے اجتہادی فیصلوں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

2. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عبادات سے متعلق اجتہادی فیصلے:

عبادات میں حضرت عمرؓ کے کئے گئے اجتہادی فیصلے درج ذیل عنوانات کے تحت پیش کیا جاتا ہیں۔

1. اذان سے متعلق فیصلے:

اذان کے حوالے سے حضرت عمرؓ کے رائے تھی کہ اذان شرفاء اور صاحب فضیلت لوگوں کو دینی چاہیے اور اس فضیلت کے تحت حضرت عمرؓ کی تمنا تھی کہ خود اذان دیا کریں لیکن بار خلافت کی ذمہ داری کے باعث آپ کو موقع نہ ملتا تھا اذان کے حوالے سے روایت کے مطابق آپ کے اجتہادی فیصلے مندرجہ ذیل ہیں۔

- حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کے موذن کو اذان کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا:

  "جب آپ اذان دو تو کلمات ٹھہر ٹھہر کر ادا کرو اور جب اقامت کہو تو جلدی جلدی ادا کرو"۔(14)

- اذان کے الفاظ معروف ہیں البتہ حضرت عمرؓ نے صبح کی اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کے الفاظ کا اضافہ کیا اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ،

  "ایک مرتبہ جب موذن حضرت عمرؓ کو نماز فجر کی اطلاع دینے آیا تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ بیدار نہیں ہوئے تو اس نے کہا الصلوۃ خیر من النوم، تو حضرت عمرؓ نے موذن کو حکم دیا کہ وہ یہ الفاظ اذان فجر میں شامل کردے"۔(15)

- حضرت عمرؓ سے صبح کی اذان وقت سے پہلے دیئے جانے کا جواز بھی منقول ہے چنانچہ امام شافعیؒ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

  "صبح کی اذان میں جلدی کرو، کیونکہ یہ اندھیرے میں نکلنے والے کو جلدی جانے پر اور بدکار کو نکل بھاگنے پر مجبور کر دیتی ہے"۔(16)

- جمع بین الصلاتین کی صورت میں اذان دو مرتبہ دینے کی دو روایات منقول ہیں،

"ایک روایت جب حضرت عمرؓ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ہی اذان سے پڑھیں اور دوسری روایت یہ کہ دو اذانیں دی گئیں اور ایک تیسری روایت کے مطابق یہ دونوں نمازیں بغیر اذان کے پڑھیں اور ابن حزمؒ کے مطابق یہی صحیح روایت ہے کہ آپؓ نے مغرب اور عشا دونوں نمازیں دو اذانوں اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھیں"۔(17)

2. صلوٰۃ سے متعلق فیصلے:

- حضرت عمر تکبیر اقامت کے وقت کسی اور نماز کا پڑھنا مکروہ قرار دیتے ایک روایات کے مطابق ایک شخص نے دو رکعت نماز شروع کر دی جبکہ موذن اقامت کہہ رہا تھا تو آپ نے اسے ڈانٹ دیا اور فرمایا کہ،

"جس وقت موذن فرض نماز کی اقامت کہہ رہا ہو اس وقت فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں"۔(18)

- حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق نماز فرض عین ہے اسکو کوئی شخص کسی دوسرے کی جانب سے ادا نہیں کر سکتا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ،

"کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا اگر تم کچھ کر سکتے ہو تو یہ ہے کہ تم کسی کی طرف سے صدقہ کر دیا کرو اسے ہدیہ دے دو"۔(19)

- بچہ کو نماز کا حکم دینے کے حوالے سے شعور کی حد سات سال رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے حضرت عمرؓ ایک عورت کے پاس سے گزرے وہ اپنے بچے کو نماز کے لیے اٹھا رہی تھی اور بچہ نہ اٹھنے کی ضد کر رہا تھا یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ،

"اسے چھوڑ دو جب تک سمجھنے نہ لگے اس پر نماز فرض نہیں ہے اور نماز اس پر بلوغ کے بعد فرض ہو گی"۔(20)

- آپ کی رائے کے مطابق بچہ نماز کا اس وقت مکلف نہیں ہے جب تک اس میں سمجھ نہ پیدا ہو جائے۔ گویا عقل ہی نماز کا مکلف ہے اور یہی وجوب حضرت عمرؓ کے نزدیک مجنون اور بے ہوش ہو جانے والے کے لیے بھی ہے کہ اسے نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا روایت کے مطابق،

"حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ایک مرتبہ بے ہوش ہو گئے تو بعد میں انہوں نے نماز کی قضا نہیں ادا کی اور نہ حضرت عمرؓ نے انہیں قضا کا حکم دیا"۔(21)

- نماز کی جگہ کے پاک ہونے کے بارے میں حضرت عمرؓ کے پاس نجران سے خط آیا کہ ہمارے پاس کلیسا سے زیادہ پاکیزہ اور اچھی جگہ اور نہیں۔ اس پر حضرت عمر نے لکھا،

"کہ بیری کے پتوں کو پانی میں جوش دے کر اس جگہ کو دھو لو اور نماز پڑھ لو"۔(22)

قبلہ کی سمت کا اگر نمازی کو علم نہ ہو تو حضرت عمرؓ کی رائے میں سمت قبلہ اگر کافر بتائے تو اسکے بتانے پر نماز نہ پڑھے بلکہ اپنی تحری سے نماز پڑھے اس لیے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ،

"جب اللہ نے انہیں خائن کہہ دیا تو ان پر اعتماد نہ کرو"۔(23)

- اوقات صلوٰۃ کے حوالے سے،

"حضرت عمرؓ فجر کی نماز تاریکی میں پڑھتے اور قرآت اتنی طویل کرتے کہ دن روشن ہو جاتا"۔(24)

ظہر کے حوالے سے فرماتے کہ،

"جس روز بادل ہوں اس روز ظہر جلدی پڑھو اور عصر میں تاخیر کرو"۔(25)

جبکہ عام معمول میں عصر بھی کی نماز میں عجلت کے قائل تھے،

"اس طرح آپؓ مغرب کی نماز میں بھی عجلت کے قائل تھے تاہم روزہ دار اگر روزہ کی وجہ سے تاخیر کرے تو یہ تاخیر نہیں بشرطیکہ تاخیر اتنی نہ ہو کہ تاریکی پھیل جائے اور آسمان پر تارے آجائے"۔(26)

- عشاء کے نماز کے بارے میں فرمایا عشاء کی نماز وقت شروع ہونے کے بعد سے ایک تہائی رات گزرنے کے بعد پڑھ لو تاہم عشاء کی نماز میں بھی آپ کے نزدیک تعجیل مستحب ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ،

"عشاء کی نماز اس سے پہلے پڑھ لو کہ دن بھر کام کرنے پر سستی چھا جائے اور مریض کو نیند آنے لگے"۔(27)

- وتر کی نماز حضرت عمرؓ آخر شب تک مؤخر کرنے کو مستحب سمجھتے تھے اور آخری حصہ میں وتر پڑھا کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ

"جو لوگ وترات کے ابتدائی حصہ میں پڑھ لیتے ہیں وہ موقع شناس ہیں اور جو اٹھنے کی قوت رکھتے ہیں وہ آخری شب میں نماز پڑھتے ہیں اور یہی افضل ہے"۔(28)

- حضرت عمرؓ جمع بین الصلاتین بلا عذر کے منع فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا قول ہے کہ،

"بغیر عذر دو نمازیں جمع کرنا کبائر میں سے ہے البتہ عذر کی موجودگی میں جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں کو جائز سمجھتے تھے"۔(29)

اور جس عذر کی بنا پر آپ دو نمازیں جمع کرنا مباح قرار دیتے وہ سفر اور بارش ہے۔ حضرت عمر پانچ اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے اور جو شخص ان میں نماز پڑھتا اس پر سختی سے گرفت فرماتے اور وہ اوقات مندرجہ ذیل ہیں۔

1. سورج طلوع ہونے کے وقت۔
2. سورج غروب ہونے کے وقت۔
3. جب سورج آسمان کے وسط میں ہو، یعنی زوال کے وقت تک۔
4. نماز فجر کے بعد طلوع شمس تک۔
5. نماز عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک۔

"ان اوقات میں نماز پڑھنے والوں پر حضرت عمر سختی سے گرفت فرماتے اور مارتے تھے"۔(30)

- نماز کی ادائیگی کے حوالے سے حضرت عمر کی رائے یہ بھی تھی کہ اگر نمازی کو نماز میں شک ہو جائے،

"تو یا تو یہ شک نماز ختم ہونے کے بعد واقع ہوا ہو گا یا پہلے اگر ختم ہو جانے کے بعد ہوا تو اس شک کی بنیاد پر نماز کا اعادہ نہیں کیا جائے گا"۔(31)

اگر نماز کے دوران شک واقع ہو جائے تو وہ صورت اختیار کی جائے جس میں زیادہ عمل کرنا پڑے۔ کمی والی صورت اختیار نہ کرو۔

3. نماز جمعہ کے متعلق اجتہادات:

جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ غسل کیا کرو حضرت عمرؓ غسل کو جمعہ کے دن واجب قرار دیتے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ،

"ایک مرتبہ جمعہ کے دن حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت عثمانؓ مسجد میں داخل ہوئے حضرت عمرؓ نے دیر سے آنے کی وجہ دریافت کی انہوں نے کہا کہ آج سارا دن مصروف رہا اس وقت پہنچا اور وضو کر کے مسجد آ گیا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ صرف وضو، یہ دوسری غلطی ہے حالانکہ آپؓ کو پتہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم دیا کرتے تھے"۔(32)

اسی روایت کی رو سے حضرت عمرؓ کے نزدیک جمعہ کے دن غسل واجب ہے۔

- حضرت عمرؓ کی رائے میں عید اور جمعہ اگر ایک ہی دن جمع ہو جائیں تو،

"جس نے عید کی نماز امام کے ساتھ پڑھ لی ہو اس سے جمعہ کی حاضری ساقط ہو جائے گی"۔(33)

حضرت عمرؓ نے عید کے روزہ خطبہ دیا اور فرمایا کہ آج کے دن تمہارے لئے دو عیدیں جمع ہو گئیں ہیں جو جمعہ کا انتظار کرنا چاہے وہ جمعہ کا انتظار کرے اور جو واپس جانا چاہے وہ لوٹ جائے میں اسے اجازت دیتا ہوں۔(34)

4. نفل نماز کے اجتہادات:

حضرت عمرؓ نفل نماز ایک رکعت پڑھنا بھی جائز قرار دیتے اور ایک سے زائد بھی،

"ایک دن آپؓ مسجد میں آئے ایک رکعت نماز پڑھی اور باہر نکل گئے کسی نے دریافت کیا تو فرمایا یہ نفل نماز تھی نفل نماز میں اجازت ہے کہ جو زیادہ پڑھنا چاہے وہ زیادہ پڑھے جو کم پڑھنا چاہے وہ کم پڑھے مگر ایک رکعت کو دستور بنانا مکروہ قرار دیتے"۔(35)

"نفل نماز کو آپؓ منفرداً پڑھنا بھی جائز قرار دیتے اور جماعت کے ساتھ بھی"۔(36)

حضرت عمرؓ نفل نماز کے متعلق فرماتے ہیں کہ،

"نفل نماز آدمی گھر میں بھی پڑھ سکتا ہے اور مسجد میں بھی لیکن گھر میں پڑھنے کو مسجد میں پڑھنے سے افضل قرار دیتے"۔(37)

5. صلاۃ التراویح کا اجتہاد:

حضرت عمرؓ لوگوں کو تراویح کی ترغیب دیا کرتے تھے جب رمضان المبارک کی پہلی شب ہوئی تو آپؓ نماز مغرب کے بعد کہتے:

"سب لوگ بیٹھ جائیں اور بعد ازاں ایک مختصر خطبہ دیتے اور فرماتے: اما بعد! تم پر اس مہینے کے روزے فرض ہیں لیکن قیام فرض نہیں ہے لیکن جو شخص قیام کی قدرت رکھتا ہو وہ ضرور قیام کرے کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے نوافل خیر قرار فرمایا ہے اور جو شخص قیام کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ سوتا رہے اور کوئی شخص یہ نہ کہے کہ فلاں شخص روزہ رکھے گا تو میں بھی رکھ لوں گا فلاں قیام کرے گا تو میں بھی کرلوں گا جو شخص روزہ رکھے یا قیام اللیل کرے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کرے"۔(38)

حضرت عمرؓ مرد اور عورت دونوں کو تراویح کی تاکید فرماتے تراویح کے وقت کے متعلق آپ کی رائے تھی کہ وہ عشاء کی نماز کے بعد سے فجر تک کا وقت تراویح کا وقت ہے لیکن افضل یہی ہے کہ شب کے آخری حصے میں تراویح پڑھے شروع میں لوگ تراویح انفرادی طور پر چھوٹی چھوٹی جماعتیں بنا کر پڑھا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے مناسب سمجھا کہ سب یکجا ہو کر جماعت کی صورت میں تراویح پڑھا کریں، چنانچہ آپؓ نے جماعت کھڑی کی اور حضرت ابی بن کعبؓ کو ان کی امامت کے لئے مقرر کر دیا:

"عبد الرحمن بن عبد القاری سے مروی ہے کہ رمضان میں ایک شب حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد گیا تو دیکھا کہ لوگ متفرق طور پر نماز پڑھ رہے ہیں۔ کوئی تنہا پڑھ رہا ہے اور کسی کے پیچھے لوگ کھڑے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اگر یہ سب ایک قاری کی امامت میں متحد ہو جائیں تو بہت اچھا ہو چنانچہ آپؓ نے ابی بن کعبؓ کو مامور کیا کہ وہ سب کو نماز پڑھائیں"۔(39)

6. وضو کے اجتہادات:

"حضرت عمرؓ کے نزدیک دھوئے جانے والے اعضا کا تین تین مرتبہ دھونا افضل ہے اور دو مرتبہ دھونا بھی جائز ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا وضو میں تین تین مرتبہ دھونا ہے اور دو مرتبہ بھی کافی ہے"۔(40)

7. صوم سے متعلق اجتہادات:

"روزہ کی فرضیت کے حوالے سے حضرت عمر کی رائے یہ تھی کہ روزہ فرض عین ہے۔ ہر شخص ہر خود ادا کرے کسی کی طرف سے کوئی دوسرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا آپؓ کے نزدیک روزہ نماز کی طرح ہے آپؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی دوسری کی طرف سے نماز ہرگز نہ پڑھے اور تم میں سے کوئی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے اگر کسی کو کوئی عمل خیر کرنا ہے تو اس کی طرف سے صدقہ دے"۔(41)

عید الفطر عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کے روزوں کی ممانعت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے تاہم حضرت عمر شعبان کے آخری دن اور رجب میں روزہ رکھنے سے منع فرماتے اور اس کی توجیہ یہ دیتے کہ،

"یہ رجب کا مہینہ اہل جاہلیت کے نزدیک معتبر ہے اس لئے مسلمان اس میں روزہ نہ رکھیں"۔(42)

اسی طرح آپ صوم الدہر کو بھی مکروہ سمجھتے تھے بلکہ لوگوں کو اس پر سرزنش کرتے اور افطار پر مجبور کرتے تھے مسافر اور مجاہد فی سبیل اللہ کے روزے کو بھی مکروہ سمجھتے تھے۔

حضرت عمر کے نزدیک سحری کھانا مستحب ہے اور روزہ دار کو چاہیے کہ وہ کھانے پینے کے ساتھ ساتھ بخش باتوں برے کاموں اور گناہوں سے بھی بچے، حضرت عمر روزہ دار کے لئے مسواک جائز قرار دیتے ہیں کہ وہ جس وقت چاہے خواہ زوال سے پہلے یا بعد میں کر سکتا ہے حضرت عمر روزہ میں سوکھی مسواک کرتے تھے۔

8. حج سے متعلق اجتہادات:

- حضرت عمرؓ لوگوں کو حج کی ترغیب دلاتے تھے حتیٰ کہ مجاہدین کو حکم دیا کرتے تھے کہ جب ان کا غزوہ ختم ہو تو حج کے لیے روانہ ہو جائیں حج سے متعلق کئے گئے حضرت عمرؓ کے اجتہادات حسب ذیل ہیں:

> ”حضرت عمرؓ کی رائے میں اگر کسی شخص نے حج کی نیت کر لی اور احرام باندھ لیا اور پھر اسے فسخ کرنا چاہے تو فسخ نہیں ہو گا بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ آخر تک حج پورا کرے حتیٰ کہ حج کو عمرہ بنانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ بیہقی کی روایت کے مطابق حضرت عمرؓ نے کبھی کسی کو مجبوری کی بناء پر حج کو توڑنے کی اجازت نہ دی اِلّا یہ کہ اسطرح کی شرط نیت سے پہلے لگالے اگر کسی نے شرط لگائی کہ اگر بیمار ہوا یا ہڈی ٹوٹ گئی یا کسی اور وجہ سے رکنا پڑ گیا تو احرام سے حلال ہو جاؤں گا“۔(43)

- حضرت عمرؓ حاجی کے لیے زمانہ حج میں تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اور اس کے لیے قرآن کریم کی درج ذیل آیت سے استدلال فرماتے:

”لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ “۔(44)

> ”اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو“۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ قرآن کریم کا یہ ارشاد موسم حج ہی کے بارے میں ہے۔

- ادائیگی حج سے متعلق حضرت عمرؓ احرام باندھ کر خوشبو لگانے کو پسند نہیں فرماتے تھے،

> ”چنانچہ ایک حج کے سفر میں حضرت عمرؓ نے امیر معاویہ کے جسم سے عطر کی خوشبو محسوس کی آپ نے فرمایا یہ خوشبو کس سے آرہی ہے حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ مجھے ام حبیبہ نے کچھ خوشبو لگادی تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا قسم بخدا تم جاؤ اور خوشبو کو دھو کر آؤ“۔(45)

حضرت عمر کی رائے یہ تھی کہ حاجی سے پسینے کی بو آنی چاہیے اور وہ غبار آلودہ ہونا چاہیے اس طرح حضرت عمرؓ کا مسلک یہ تھا کہ احرام سے قبل نماز پڑھی جائے آپؓ نے فرمایا:

> ”مجھے نماز کے بعد احرام باندھنا پسند ہے یعنی اگر فرض نماز کا وقت ہو تو اسکے بعد احرام باندھا جائے ورنہ دو رکعت نفل پڑھ کر احرام باندھ لیا جائے“۔(46)

اصول یہ ہے کہ احرام باندھ کر ہر قسم کے جنگلی جانور کو مارنا جائز نہیں لیکن حضرت عمرؓ نے ان جنگلی جانوروں کو ہلاک کر جائز قرار دیا جو ایذا رساں ہوں چنانچہ ربیعہ بن ابی عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ کو حالت احرام میں مقام سقیا پر اپنے اونٹ کے گارا مل کر چچڑیاں ہٹاتے ہوئے دیکھا“۔(47)

حضرت سعید بن عقلہ سے مروی ہے کہ

> ”ہمیں حضرت عمرؓ نے سانپ بچھو، چوہے اور بھیڑیئے وغیرہ کو مارنے کا حکم دیا جبکہ ہم حالت احرام میں تھے“۔(48)

3. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معاملات سے متعلق اجتہادی فیصلے:

حضرت عمر بن خطابؓ نے اسلامی حکومت کی بنیاد پر کئی اہم اجتہادات اور قوانین وضع کیے جو کہ معاملات سے متعلق تھے۔ ان اجتہادات کو مختلف عنوانات کے تحت موضوع بحث بنایا جاسکتا ہے:

1. عائلی زندگی سے متعلق معاملات میں اجتہادات:

- نکاح طلاق جیسے معاملات میں حضرت عمرؓ کے اجتہادات حسب ذیل ہیں: ابن قدامہ نے بیان کیا کہ،

"حضرت عمر کے نزدیک عورت پر عدت نہیں ہے اور نہ ہی استبراء (یعنی عورت کا نکاح سے رکے رہنا) اس لیے کہ عدت اور استبرادونوں نسب کی حفاظت کے لیے ہیں اور زنا کی صورت میں نسب کا الحاق کسی بھی مرد سے نہیں ہو گا "۔(49)

لیکن اگر زانی عورت نکاح کرنا چاہے تو اس پر استبراءلازم ہے تا کہ اسکے شوہر کے ساتھ اپنے بچے کا سلسلہ نسب نہ جوڑا جائے جو اسکا نہیں ہے۔(50)

اسکے ساتھ ساتھ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص ایک مرتبہ اقرار کرلے کہ یہ بچہ میرا ہے تو پھر وہ اس سے انکار نہیں کر سکتا ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اگر کسی نے ایک لحظہ کے لیے بھی یہ اقرار کرلیا کہ یہ بچہ میرا ہے اور بعد ازاں انکار کیا تو وہ بچہ اس کا قرار دیا جائے گا"۔(51)

- ایلاء کی مدت قرآن میں چار ماہ ہے، ارشاد ہوا:

"لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِن فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ "۔ (52)

جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے کی قسم کھالیں ان کو چار مہینے انتظار کرنا چاہیے اگر (اس عرصہ میں) رجوع کر لیں تو خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عمر کی رائے میں،

"چار ماہ گزرنے کے بعد بھی آدمی چاہے تو بیوی کو طلاق دے اور چاہے تو اپنے پاس رکھ لے"۔(53)

اس طرح حضرت عمرؓ نے فرمایا،

"غلام کے لیے ایلاء کی مدت آزاد کی مدت کا نصف ہے یعنی دوماہ چنانچہ فرمایا غلام کا ایلاء دوماہ ہے"۔(54)

- حضرت عمرؓ کے نزدیک حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت چار سال تھی،

"کیونکہ حضرت عمرؓ نے اس عورت کے بارے میں جس کا شوہر مفقود ہو گیا تھا یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ چار سال انتظار کرے اور اسکے بعد عدت وفات گزارے پھر اسکی نکاح حلال ہو جائے گا"۔(55)

- رضاعت سے متعلق حضرت عمرؓ کے نزدیک رضاعت کی حد دو سال تک ہے اور حرمت رضاعت سے متعلق آپؓ نے فرمایا کہ تین وجوہات سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ایک ضرار یعنی کوئی عورت دو بچوں کو اس لیے دودھ پلائے کہ وہ ایک دوسرے پر حرام ہو جائیں دوسرے ملجہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے بچے کو زبردستی دودھ پلائے اور تیسرے عفافہ یعنی تھوڑا سا دودھ پیا ہو جس سے جسمانی افزائش نہ ہو سکے،

"حضرت عمرؓ کے پاس ایک لڑکا اور ایک لڑکی لائے گئے جن کا نکاح ہو چکا تھا مگر معلوم ہوا دونوں کو ایک عورت نے دودھ پلایا ہے حضرت عمرؓ نے عورت سے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا یہ رو رہا تھا میں پاس سے گزری تو اسے دودھ پلایا اور صرف ایک دو چسکی، حضرت عمرؓ نے فرمایا انکا نکاح کردو، کیونکہ حرمت رضاعت اس صورت میں پیدا ہوتی ہے، جب سیرابی ہو"۔(56)

رضاعت کی شہادت کے لیے بھی حضرت عمرؓ نے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو لازمی قرار دیا،

"اور اسکی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اگر ہم صرف ایک عورت کی گواہی قبول کرلیں تو ایک عورت بھی میاں بیوی کے درمیان تفریق کرانا چاہے گی اور کرادے گی"۔(57)

فسخ نکاح کے لئے حضرت عمر کی رائے یہ تھی عورت کے لئے طلاق کا مطالبہ کرنا درج ذیل حالات میں جائز ہے۔

1. شوہر کی نامردی۔
2. شوہر کا ترک جماع۔
3. شوہر کا خصی ہونا۔

ان تینوں وجوہات میں یہ اختیار اس وقت عورت کے پاس ہو گا جب اسے علم نہ ہو یا شوہر تکلیف دینے کی غرض سے ترک جماع کرے۔

"اسی طرح اگر کسی آدمی نے ایسی عورت سے نکاح کر لیا جسے جنون ہو جذام ہو یا برص ہو یا قرن ہو تو اگر اس نے دخول کر لیا تو مہر ادا کریگا اور یہ مہر عورت کے ولی کو ادا کیا جائے گا"۔(58)

اسی طرح اگر شوہر اسلام قبول کرے اور اسلام قبول کرنے سے قبل اس کے نکاح میں دو بہنیں اکھٹی تھیں تو اسے ایک کو طلاق دینا ہو گی۔

"ایک شخص ہمام بن عمیر کے نکاح میں زمانہ جاہلیت میں دو بہنیں اکھٹی تھیں اس نے اسلام قبول کر لیا اور کسی ایک سے بھی جدائی اختیار نہ کی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا دور آ گیا جب یہ معاملہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضرت عمرؓ نے اس کو حکم بھیجا کہ کسی ایک کو منتخب کر لو اگر دوسری کے قریب گئے تو تمہیں سخت سزا دوں گا"۔(59)

اگر عورت کو تین طلاقیں دیئے جائیں تو وہ حلالہ کے بغیر شوہر کے لئے حلال نہ ہو گی، حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ،

"اگر دوسرے شوہر نے اس سے نکاح حلالہ کی نیت سے کیا تو وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہو گی اور دوسرا شوہر اللہ کے نزدیک گناہگار ہے اور اسے حیلہ سازی پر تعزیری سزا دی جائے گی"۔(60)

ظہار کے حوالے سے قرآن کی رو سے کفارہ متعین ہے،

"حضرت عمر کے پاس ایک شخص آیا جس نے اپنی کئی بیویوں سے ظہار کیا تو حضرت عمرؓ نے اس سے کہا سب کے لئے ایک ہی کفارہ ہے"۔(61)

2. تجارت سے متعلق معاملات میں اجتہاد:

تجارتی معاملات میں حضرت عمرؓ کے اجتہادات ملکیت زمین، خرید و فروخت، خراج، قرض، ربا، مضاربت، فئے، عشور، ہبہ، وقف اور مزارعت جیسے معاملات کو شامل ہیں، تفصیل حسب ذیل ہے۔

ملکیت زمین کے اجتہادات:

اراضی کی ملکیت کے حوالے سے تین قسمیں ہیں۔

پہلے وہ زمین جس کے مالک اس زمین پر رہتے ہوئے مسلمان ہو گئے جیسے مدینہ کی اراضی، دوسرے وہ زمین جس کے مالکوں سے صلح ہو گئی کہ زمین ان کے قبضہ میں رہے گی اور وہ جزیہ دیں گے اور تیسری وہ زمین جو فتح کے بعد اسلامی حکومت کے پاس آتی ہے تینوں طرح کی ملکیت میں حضرت عمرؓ کے اجتہادات درج ذیل ہیں:

- وہ زمین جس کے مالک اس زمین پر رہتے ہوئے مسلمان ہو گئے ایسی زمینیں انفرادی ملکیت کی صورت میں خرید و فروخت ہبہ اور شفعہ وغیرہ کی مانند ملکیت کا ذریعہ بنتی ہیں اس حوالے سے یحییٰ بن آدم نے کتاب الخراج میں روایت کی ہے کہ بعض افراد نے دوسرے لوگوں کی غیر آباد زمین پر کچھ درخت لگا لئے یہ مقدمہ حضرت عمرؓ کے پاس گیا تو آپ نے مالکان زمین سے فرمایا کہ ان آباد کاروں کو ان کے لگائے گئے درختوں کی قیمت دے دو اور درخت مع زمین کے لے لو ورنہ درخت لگانے والے تمہیں زمین کی قیمت دے کر زمین خود لیں گے۔
- فتح کی ہوئی زمین کے حوالے سے عہد نبوی سے یہ طریقہ چلا آ رہا تھا کہ،

"ایسی اراضی کو غنیمت متصور کیا جاتا تھا اور اسے حکومت کے لئے خمس (۱/۵) لیکر باقی مجاہدین میں تقسیم کر دی جاتی تا کہ وہ مسلم عوام کی ملکیت بن جائے جیسے رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمینوں کے سلسلے میں کیا تھا"۔(62)

لیکن حضرت عمر کا عہد خلافت آیا تو انہوں نے اس طرح زور قوت سے فتح ہونے والی زمین کو مسلمانوں میں تقسیم نہ کیا بلکہ اسے پر بنائے مصلحت مسلمانوں پر وقف کر دیا ابو عبیدہؓ کی روایت کے مطابق:

"حضرت عمرؓ جب جابیہ زمین کی تقسیم کے سلسلے میں آئے تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا اس طرح تقسیم اراضی سے یہ ساری صاحب ثروت کے ہاتھوں میں چلی جائیگی اور بعد میں آنے والوں ان لوگوں کے لئے کچھ نہیں بچے گا جو جہاد کریں گے ایسی تدبیر کریں کہ اس زمین سے اگلے پچھلے سب فائدہ اٹھائیں چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی رائے قبول کر لی"۔(63)

ابو یوسف کی روایت کے مطابق حضرت عمر کو یہ مشورہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے دیا تھا"۔(64)

حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو تحریر کیا کہ،

"اسلامی فوج کو جو قیمتی اور نفیس مال ملا ہے اسے موجودہ مسلمانوں میں تقسیم کر و اور نہریں اور زمینیں ان لوگوں کے پاس رہنے دو جو زمین پر کاشت کر رہے ہیں اور یہ زمین مسلمانوں کی جاگیر کے طور پر رہیں گی اگر تم نے انہیں تقسیم کر دیا تو اگلے لوگوں کے لئے کچھ نہیں بچے گا"۔(65)

اس معاملے میں حضرت بلالؓ نے اختلاف کیا اور مطالبہ کیا کہ یہ اراضی خمس نکالنے کے بعد مجاہدین میں تقسیم کر دی جائے تاہم حضرت بلال ایک سال گزارنے سے پہلے وفات پا گئے اور یہ اختلاف سرد پڑ گیا۔(66)

حضرت عمرؓ نے شام، عراق اور مصر کی تمام اراضی جو بزور قوت حاصل ہوئی سب کو وقف قرار دیا اور فرمایا کہ اگر بعد میں آنے والوں کا خیال نہ ہوتا تو میں یہ اراضی اسی طرح تقسیم کر دیتا جیسے رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی اراضی تقسیم کر دی تھی اس اجتہادی فیصلے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ حضرت عمرؓ نے نبی کریم ﷺ کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کی ایک آیت کو مد نظر رکھا اور اس کے مطابق عمل کیا۔ اور حضرت عمرؓ نے دوسری آیت کے پیش نظر فیصلہ کیا اور دونوں آیات اپنے مطالب و مفاہیم کے لحاظ سے محکم ہیں کیونکہ مشرکین کے مال میں سے مسلمان جو حاصل کرتے ہیں وہ یا غنیمت ہے یا فئے ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

"وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ "۔(67)

"اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے"۔

یہ آیت غنیمت کے بارے میں ہے اور غنیمت ان لوگوں کے لئے ہے جو اس کے اہل ہیں عام لوگوں کے لئے نہیں ہے اور اس پر رسول اللہ ﷺ نے عمل فرمایا۔ جبکہ قرآن کی دوسری آیت میں نئے کا ذکر ہے جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا ارشاد باری تعالی ہے:

"مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ ۚ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ، لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ، وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"۔ (68)

"جو مال خدا نے اپنے پیغمبر کو دیہات والوں سے دلوایا ہے وہ خدا کے اور پیغمبر کے اور (پیغمبر کے) قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجتمندوں کے اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ جو لوگ تم میں دولتمند ہیں انہی کے ہاتھوں میں نہ پھرتا رہے سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں باز رہو اور خدا سے ڈرتے رہو بیشک خدا سخت عذاب دینے والا ہے اور ان مفلسان تارک وطن کے لئے گھروں اور مالوں سے خارج کر دیئے گئے ہیں اور خدا کے فضل اور اس کے خوشنودی کے طلبگار اور خدا اور اس کے پیغمبر کے مددگار ہیں یہی لوگ سچے (ایماندار) ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے (اور) جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو اور جو شخص حرص نفس سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں"۔

بعض فقہاء جن میں ابن حزمؒ بھی شامل ہیں کی رائے یہ ہے کہ،

"حضرت عمرؓ نے ان زمینوں کو وقف قرار دینے سے پہلے مجاہدین کی خوشنودی حاصل کی تھی اور وہ راضی ہو گئے تھے"۔(69)

- اسی طرح وہ زمینیں جو طاقت کے زور سے فتح ہوئیں اور ان کے مالکوں کے پاس رہنے دی گئیں اور ان پر خراج عائد کیا گیا تھا۔ ان کی خرید پر حضرت عمرؓ نے پابندی لگائی اور فرمان جاری کیا کہ،

"ذمیوں کی زمینیں ان کے علاقے ہر گز نہ خریدو"۔(70)

نیز فرمایا کہ اہل ذمہ کی زمینیں نہ خریدو اور کوئی اس رسوائی کو دوبارہ قبول نہ کرے جس سے اللہ نے اسے نجات دلا دی ہے چنانچہ حضرت عمرؓ ہر اس بیع کو مر دود قرار دیتے جو کسی زمین سے متعلق ہوتی تھی۔(71)

3. بیع سے متعلق اجتہادات:

بیع سے متعلق حضرت عمرؓ کے اجتہادات اور آراء درج ذیل ہیں۔

- حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے گھوڑے کی خریداری کی بات کی اور آپ نے اسی گھوڑے کو جانچنے کے لئے ایک شاہ سوار کو سوار کیا اس کی سواری سے گھوڑا لنگڑا ہو گیا حضرت عمرؓ نے گھوڑے کے مالک سے کہا یہ ابھی تمہارا مال ہے اس نے کہا آپ کوئی ثالث مقرر کریں آپؓ نے شریحؒ کو ثالث مقرر کیا اور سارا واقعہ اسکو سنایا شریحؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

  یا آپ وہ گھوڑا لے لیں جو آپ نے خریدا یا اس کو اس کا گھوڑا جیسا تھا واپس کر دیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ صحیح فیصلہ یہی ہے اور شریحؒ کو قاضی بنا کر کوفہ بھیج دیا اور شریحؒ حضرت عمر کی طرف سے بھیجے جانے والے پہلے قاضی تھے "۔ (72)

- حضرت عمرؓ کی رائے میں سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں فروخت کرتے وقت ایک طرف ڈھلا ہوا زیور ہو تو اس کی بنوائی لینا جائز نہیں ہے بلکہ دونوں بدلوں میں برابری ضروری ہے حضرت ابورافع سے مروی ہے کہ،

  "انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا میں سونا ڈھالتا ہوں اور اس کو اسی کے برابر سونے میں فروخت کر دیتا ہوں لیکن اپنے عمل کی اجرت لے لیتا ہوں آپؓ نے فرمایا کہ سونے کے بدلے سونے اور چاندی کو چاندی کے بدلے ہم وزن فروخت کرو اور اس سے زائد مت لو"۔(73)

- حضرت عمر اس بات کے قائل تھے کہ بیع کے معاہدے کے وقت دونوں فریق جس وقت معاہدے کی مجلس میں ہوں ہر ایک کو معاہدہ ختم کرنے کا اختیار ہے ،ابن حزم نے اس حوالے سے ایک واقعہ تحریر کیا ہے،

  "ہوا یوں کہ مسجد نبوی کے پہلو میں حضرت عباسؓ کا گھر تھا حضرت عمرؓ وہ گھر لے کر مسجد میں اضافہ کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت عباسؓ اس کے لئے تیار نہ تھے دونوں نے ابی بن کعبؓ کو حکم مقرر کیا حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیت المقدس کے تعمیر کے واقعہ سے استدلال کیا کہ بیت المقدس کی تعمیر کے وقت مطلوبہ زمین جس شخص سے خریدی وہ مالک بولا کہ آپ نے مجھ سے جو زمین خریدی وہ زیادہ بہتر ہے یا وہ قیمت جو آپ نے مجھے دی؟ حضرت سلیمان علیہ السلام بولے جو میں نے تم سے خریدی وہ زیادہ بہتر ہے اس پر اس نے کہا میں اس معاہدہ بیع کو قبول نہیں کرتا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے قیمت میں اضافہ کر دیا پھر اس نے وہی سوال کیا اور سلیمان علیہ السلام نے وہی جواب دیا اور اس نے پھر فروخت کرنے سے انکار کر دیا غرضیکہ وہ سوال کرتا رہا اور ہر بار سلیمان علیہ السلام قیمت بڑھاتے رہے یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے زمین اس شرط پر خریدی کہ وہ اب سوال نہیں کرے گا یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت ابی بن کعب نے فیصلہ حضرت عباس کے حق میں دے دیا گویا ایک ہی مجلس میں معاہدے کو منسوخ کیا جا سکتا ہے"۔(74)

- رکاز یعنی اسلام سے قبل مدفون مال و دولت کے حوالے سے حضرت عمرؓ کا اجتہاد یہ تھا کہ اگر وہ کسی کی ملکیت نہیں تو بیت المال میں جمع کروایا جائے اور اگر کسی کو ملا ہے تو خمس ۵/ا لے کر باقی اس کو دے دیا جائے اسی حوالے سے مختلف روایات ملتی ہیں:

  "ایک یہ کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے جب سوسی کا علاقہ فتح کیا تو وہاں حضرت دانیال علیہ السلام کی نعش ملی اور اس کے ساتھ کچھ مال پڑا تھا لوگ وہاں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیتے اور ضرورت پوری ہو جانے کے بعد مقررہ وقت پر وہیں لا کر رکھ دیا کرتے اور جو ایسا نہ کرتے اسے برص کا مرض ہو جاتا حضرت عمرؓ کو جب اطلاع ملی تو جواباً تحریر کیا کہ حضرت دانیال علیہ السلام کی نعش کو نماز جنازہ پڑھ کر احترام سے دفن کر دو اور مال بیت المال میں جمع کرا دو"۔(75)

4. وقف سے متعلق اجتہاد:

وقف کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے مشورہ پر حضرت عمرؓ نے وقف کیا چنانچہ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ مجھے خیبر میں ایک زمین ملی میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا مجھے ایسا بہتر اور عمدہ مال پہلے کبھی نہیں ملا آپ ﷺ اس بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم چاہو تو اصل روک لو اور ثمرات صدقہ کردو چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے وقف کر دیا کہ نہ فروخت کی جائے اور نہ ہبہ کی جائے۔ اس کی آمدنی مسافروں، فقراء رشتہ داروں پر خرچ کی جائے اور جو اسکا متولی ہو اس پر کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ معروف طریقے سے اس سے کھائے اور کھلائے لیکن خود مال اکٹھا نہ کرے"۔(76)

حضرت عمرؓ نے وقف کیا اور اپنی زندگی میں وقف کی نگرانی خود فرماتے رہے،

"اور اپنی وفات کے بعد وقف کی دیکھ بھال حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی سپرد کر دی، ان کے بعد ان کے بھائی عبداللہ بن عمرؓ متولی بنے اور بعد میں خاندان کے اہل رائے، جیسا کہ حضرت عمرؓ کی وصیت میں مذکور تھا"۔(77)

5. حربی معاملات کے اجتہادات:

جنگ قیدی بنائے جانے والے کفار کے متعلق امام کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو مردوں کو قتل کردے اور چاہے تو قیدی بنالے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

"فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ"۔(78)

"ان کے سر مار کر اڑا دو اور ان کا جوڑ جوڑ پر ضرب لگا دو"۔

حضرت عمرؓ بھی سپہ سالاروں کو لکھ کر بھیجا کرتے کہ ان کے جوان لوگوں کو قتل کر دو اور کسی بچے اور عورت کو قتل نہ کرو(79)

اور کبھی ان کے بدلے فدیہ وصول کرتے ہر قیدی کا فدیہ اس کی سماجی حیثیت کے مطابق ہوتا فرمان الٰہی ہے کہ:

" حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا"۔(80)

"یہاں تک کہ جب ان کو خوب قتل کر چکو تو (جو زندہ پکڑے جائیں ان کو) مضبوطی سے قید کر لو پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا چاہیے یا کچھ مال لیکر یہاں تک کہ لڑائی کے ہتھیار رکھ دے"۔

بعض اوقات حضرت عمرؓ اس آیت کے مطابق ان سے احسان کا معاملہ کرتے چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو کسی جنگ میں بھیجا اور ان کے ہاتھ قیدی آئے حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا کہ،

"ان میں سے کسان اور کاشت کاروں کو چھوڑ دو"۔(81)

جن قیدیوں پر احسان کیا جاتا انہیں دار الحرب جاکر مسلمانوں کے خلاف لڑنے کی اجازت نہ دیتے بلکہ ان کو مسلمانوں کے زیر نگرانی رکھا جاتا اسی طرح وہ عرب قیدی جو زمانہ جاہلیت میں قید ہوئے اور انہیں غلام بنالیا جاتا پھر اگر ان کے مالک مسلمان ہوگئے ان پر لازم کیا گیا کہ وہ اپنے مالکوں کو فدیہ ادا کر کے آزاد ہو جائیں اور آزاد کرنے کے بدلے میں حضرت عمرؓ نے پانچ اونٹ دیت مقرر کی۔(82)

حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ،

"حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا کہ عرب کے جس شخص کا بھی فدیہ دیا جائے تو یہ فدیہ چھ پلے ہوئے اونٹ ہوں اور یہی فیصلہ اس شخص کے بارے میں فرماتے تھے جس نے کسی باندی سے نکاح کر لیا اور اس کے بچے ہو جاتے کہ وہ ہر بچے کا فدیہ چھ پلے ہوئے اونٹ ادا کرتے"۔(83)

جنگی قیدی اگر جنگ سے پہلے اسلام قبول کرلیں تو وہ مسلمان ہیں ان کو مسلمانوں کے حقوق حاصل ہوں گے اور غنیمت میں حصہ ملے گا اور اگر شکست کے بعد اسلام قبول کریں تو ان کا مال فئے ہوگا جو اسلام قبول کرنے سے پہلے مسلمانوں کے قبضہ میں آچکا ہے۔(84)

"اسی طرح مسلمانوں کے بنائے ہوئے قیدی افراد کو ذمی نہیں خرید سکتے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرؓ کسی نابالغ بچے کو یہودی یا نصرانی کے پاس نہ جانے دیتے کہ وہ اسے یہودی یا نصرانی بنائے جو کسی عرب کی ملکیت ہو"۔(85)

اسی طرح اگر کوئی مسلمان دشمن کے ہاتھوں قید ہو جائے تو امیر کا فرض ہے کہ اسے دشمن کی گرفت سے آزاد کرائے حضرت عمر کا فرمان ہے:

"میرے لئے ایک مسلمان کو کافر کے قبضہ سے چھڑانا جزیرہ عرب سے زیادہ محبوب ہے"۔(86)

6. سیاسی معاملات کے اجتہادات:

سیاسی معاملات میں سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے خلافت سے متعلق اجتہادات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے خلافت سے متعلق حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ خلیفہ مسلمان ہونا چاہیے آپکا غلام وسق رومی تھا آپ اس سے اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں مسلمانوں کی امانت میں تم سے مدد لوں گا۔ مگر اس نے اسلام قبول نہیں کیا۔

"حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو نصرانی کاتب کو ساتھ لائے جس پر حضرت عمر نے انہیں سرزش کی کہ ان پر بھروسہ نہ کرو"۔(87)

اس کے علاوہ حضرت عمر اسی بات کے قائل تھے کہ امیر کو بہادر ہونا چاہیے اور وہ کسی خوف کے بغیر اللہ تعالیٰ کے احکام جاری کرے لیکن بہادری کے ساتھ ساتھ تجربہ کار بھی ہو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ،

"حکومت کرنے کے لئے یہ چار اوصاف ضروری ہیں نرمی ہو لیکن کمزوری نہ ہو، مضبوطی ہو مگر سختی نہ ہو، کم خرچی ہو مگر بخل نہ ہو، سخاوت ہو لیکن اسراف نہ ہو اگر ان میں سے ایک بھی وصف نہ ہو تو باقی اوصاف بیکار ہیں"۔(88)

- بحیثیت خلیفہ آپ کبھی بھی کسی ایسے شخص کو کام سپرد نہ کرتے جسے کرنے کی رغبت نہ ہو، الّا یہ کہ مجبوری نہ ہو،

"ایک مرتبہ آپ نے لوگوں کو جمع کیا اور عراق کی جنگ کے لئے ترغیب دلائی مگر کوئی نہ اٹھا دوسرے روز بھی ترغیب دلائی لیکن پھر بھی کوئی نہ اٹھا، تیسرے دن بھی نہ اٹھا اور چوتھے روز ابو عبیدہ بن مسعود ثقفیؓ اٹھے اور ان کے پیچھے لوگ پے درپے آنے لگے چنانچہ آپ نے ابو عبیدہ کو امیر بنا دیا کہ وہ اہل تھے، اگرچہ صحابی نہ تھے لیکن ان کی دعوت لبیک کی وجہ سے ترجیح دی"۔(89)

- حضرت عمرؓ صلاحیت کی بناء پر بوڑھے کو چھوڑ کر جوان کو امیر بناتے مثلاً

"ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے پاس سے ایک قافلہ کی ملاقات ہوئی جو حج کے لئے جا رہا تھا آپؓ نے پوچھا تم کون لوگ ہو تو ان میں سے ایک نوجوان بولا: عباد مسلمون (اللہ کے مسلمان بندے)۔ پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ وہ بولا: من الفج العمیق (تنگ گھاٹی سے) پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ بولا: البیت العتیق (اللہ کے قدیم گھر کا) حضرت عمرؓ اس کی زبان دانی سے بہت متاثر ہوئے اور پوچھا تمہارا امیر کون ہے؟ اس نے ایک عمر رسیدہ شخص کی طرف اشارہ کیا لیکن حضرت عمرؓ نے اس نوجوان سے جس نے عمدہ جوابات دیئے تھے فرمایا کہ نہیں! اب تم امیر ہو"۔(90)

- حضرت عمرؓ سے قبل حضرت ابو بکرؓ نے خود حضرت عمرؓ کا نام خلافت کے لیے تجویز کیا لیکن حضرت عمرؓ نے اپنی شہادت کے وقت ان چھ صحابہ کے نام تجویز کیے جن سے رخصت کے وقت رسول اللہ ﷺ خوش تھے،

"اور جو چھ صحابہ منتخب کیے ان میں حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، اور سعد بن ابی وقاصؓ تھے اور فرمایا کہ جسے عوامی اکثریت حاصل ہو وہ امیر المؤمنین بن جائے"۔(91)

- امیر سلطنت کی حیثیت سے دشمنوں کے معاملے میں امان دینے کے حوالے سے حضرت عمرؓ کے کئی اجتہادات ہیں۔ قرآن میں مشرکین کو امان دینے کے حوالے سے حکم دیا گیا کہ:

"وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ"۔(92)

"اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ کلام خدا سننے لگے پھر اس کو امن کی جگہ واپس پہنچا دو اس لئے کہ یہ بے خبر لوگ ہیں"۔

اس حوالے سے حضرت عمرؓ نے اسلامی تجارت کو فروغ دینے کے لئے عشر لگا کر مشرکین تاجروں کو اسلامی ریاست میں آنے کی اجازت دی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپؓ نے جنگ کے موقع پر بھی کئی کفار کو امان دی۔

"مثلاً تستر کے محاصرے کے دوران ہرمزان کی امان، جب ہرمزان نے موت کے خوف سے پانی نہ پیا تو آپؓ نے فرمایا پانی پی لو تم پر کوئی اندیشہ نہیں، اس پر وہ بولا کہ آپ نے مجھے کنایہ الفاظ سے امان دی اور دیگر صحابہ جن میں حضرت انسؓ بھی موجود تھے نے کہا کہ امیر المؤمنین آپؓ نے کہا تھا کہ تم پر کوئی اندیشہ نہیں اس پر حضرت عمرؓ اس کے قتل کرنے سے باز رہے اور ہرمزان مسلمان ہو گیا"۔(93)

اسی طرح آپ کو پتہ چلا کہ بعض لوگ عجمی کافر کو پناہ دیتے ہیں اور موقع ملنے پر اسے قتل کر دیتے ہیں،

"تو آپؓ نے اس بات پر سخت سرزنش کی کہ اگر کسی نے ایسا کیا تو میں اس کی گردن اڑادوں گا"۔(94)

خلاصہ

حضرت عمر بن خطابؓ کی اجتہادی فیصلوں کا جائزہ ہمیں ان کی فہم و بصیرت اور اسلامی ریاست کے اصولوں پر چلنے کی کوشش کا عکاس دکھاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں مختلف پیچیدہ مسائل کا حل پیش کیا اور اسلامی معاشرت میں جدید اور عملی نوعیت کے فیصلے کیے۔ آپؓ کے اجتہادی فیصلوں میں قرآن و سنت کے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے معاشرتی، اقتصادی اور دینی مسائل کو حل کیا گیا۔

حضرت عمرؓ کا اجتہادی کردار اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپؓ نے دین کے اصولوں کو ہر نئے مسئلے میں بنیادی حیثیت دی، اور کسی بھی معاملے کو حل کرنے کے دوران مختلف فقہی اور شرعی نکات کو مدنظر رکھا۔ آپؓ کی نظر میں اجتہاد صرف فقہ یا قانونی مسائل تک محدود نہیں تھا، بلکہ یہ عوام کی فلاح و بہبود اور معاشرتی انصاف کو فروغ دینے کا ایک ذریعہ تھا۔

حضرت عمرؓ نے اپنے اجتہادی فیصلوں میں خاص طور پر عقائد سے متعلق بہت اہم فیصلے کیے۔ آپؓ نے دین کی سچائی کو کسی بھی قسم کی انحرافی سوچ سے محفوظ رکھنے کے لیے کئی اقدامات کیے۔ آپؓ نے جب کسی نئی فکری یا عقیدتی مشکل کا سامنا کیا تو اس کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کیا، اور اس طرح ایک مضبوط عقیدہ کی بنیاد رکھی۔

عبادات سے متعلق آپؓ کے اجتہادی فیصلے بھی نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔ آپؓ نے عبادات کے حوالے سے نئے اجتہادی راستے اختیار کیے، جن میں سب سے اہم تراویح کے بارے میں آپؓ کا فیصلہ تھا، جب آپؓ نے رمضان میں لوگوں کو امام کے پیچھے تراویح جماعت سے پڑھنے کی اجازت دی۔ آپؓ نے اس فیصلے کو اس طرح کی عبادت کی افادیت بڑھانے کے طور پر دیکھا اور اس سے مسلمانوں کو عبادات میں تسلسل اور روحانیت کی اہمیت کا شعور ہوا۔

معاملات سے متعلق حضرت عمرؓ کے فیصلوں میں معاشرتی، اقتصادی اور انتظامی امور شامل ہیں۔ آپؓ نے انصاف کی فراہمی کے لیے مضبوط عدلیہ قائم کی اور ہر طبقے کے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کی۔ آپؓ نے جنگی اور مالی معاملات میں بھی نئے اجتہادی اصول وضع کیے۔ آپؓ کے تحت مسلمانوں کے لیے زمین کی تقسیم، بیت المال کی نگرانی، اور شہریوں کی فلاح کے لیے کئی اہم اقدامات کیے گئے۔

حضرت عمرؓ کا اجتہاد نہ صرف فقہی اعتبار سے اہم تھا، بلکہ اس نے عملی زندگی میں بھی مسلمانوں کو نئی روشنی فراہم کی۔ آپؓ کی اجتہادی بصیرت کا مقصد دین اسلام کو مضبوط کرنا، عوامی فلاح کو یقینی بنانا، اور اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ تمام فیصلے شرعی اصولوں کے مطابق ہوں۔ حضرت عمرؓ کے یہ فیصلے آج بھی مسلمانوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں، اور ان کی اجتہادی بصیرت کا اثر اسلامی فقہ پر واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات:

1. ابن حزم، **المحلی** (بیروت: دار الفکر، 1410ھ)، 4، 434۔
2. امام ابو یوسف، **کتاب الخراج** (بیروت: دار الشروق، 1431ھ)، 43۔
3. امام مالک، **موطاء** (بیروت: دار الفکر، 1400ھ)، 2، 973۔
4. امام نووی، **المجموع** (بیروت: دار الفکر، 1406ھ)، 8، 356۔
5. عبد الرزاق، **السنن** (بیروت: دار الفکر، 1414ھ)، 11، 352۔
6. ابن حزم، **المحلی** (بیروت: دار الفکر، 1411ھ)، 11، 191۔

7. عبد الرزاق، **السنن**(بیروت: دار الفکر، 1400ھ)، 11، 213۔
8. شاطبی، **الموافقات**(بیروت: دار الفکر، 1399ھ)، 1، 82۔
9. ابن حزم، **المحلی**(بیروت: دار الفکر، 1419ھ)، 8، 308۔
10. بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح البخاری**(بیروت: دار الفکر، 1422ھ)، ابواب سجود القرآن، حدیث: 1027۔
11. ابن قدامہ، **المغنی**، 1، 310۔
12. ابن شیبہ، **المصنف**، 2، 159۔
13. عبد الرزاق، **المصنف**، 2، 486۔
14. ابن قدامہ، **المغنی**، 1، 407۔
15. امام مالک، **الموطا**، 1، 72۔
16. ابن قدامہ، **المغنی**، 1، 417۔
17. ابن حزم، **المحلی**، 7، 26۔
18. ابن ابی شیبہ، **المصنف**، 1، 73۔
19. عبد الرزاق، **المصنف**، 9، 61۔
20. ابن ابی شیبہ، **المصنف**، 1، 73۔
21. امام مالک، **الموطا**، 1، 13۔
22. ابن قدامہ، **المغنی**، 2، 75۔
23. بیہقی، **السنن**، 10، 27۔
24. ابن ابی شیبہ، **المصنف**، 1، 49۔
25. ایضاً، 1، 97۔
26. عبد الرزاق، **المصنف**، 4، 225۔
27. ابن ابی شیبہ، **المصنف**، 1، 15۔
28. ایضاً، 1، 97۔
29. ابن ابی شیبہ، **المصنف**، 1، 97۔
30. بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح البخاری**، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب لا تحری الصلاۃ قبل غروب الشمس، حدیث: 585۔
31. ابن قدامہ، **المغنی**، 2، 100۔
32. بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح البخاری**، کتاب الجمعۃ، باب فضل الجمعہ، حدیث: 842۔
33. ابن قدامہ، **المغنی**، 2، 358۔
34. متقی، الھندی، **کنز العمال**، 3307۔
35. بیہقی، **السنن الکبریٰ**، 3، 24۔
36. امام مالک، **الموطا**، 1، 154۔
37. عبد الرزاق، **المصنف**، 1، 257۔
38. ایضاً، 4، 264۔
39. بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح البخاری**، کتاب التروایح، باب فضل من قام رمضان، حدیث: 1906۔
40. ابن ابی شیبہ، **المصنف**، 1، 3۔

41. عبدالرزاق، **المصنف**، 9، 61۔
42. ابن ابی شیبہ، **المصنف**، 1، 130۔
43. عبدالرزاق، **المصنف**، 5، 147۔
44. القرآن: **سورۃ البقرہ** 2:198 ۔
45. ابن حزم، **المحلی**، 3، 273۔
46. ابن قدامہ، **المغنی**، 3، 291۔
47. امام مالک، **الموطا**، 1، 357۔
48. عبدالرزاق، **المصنف**، 4، 343۔
49. ابن قدامہ، **المغنی**، 7، 450۔
50. ایضاً، 7، 450۔
51. امام ابو یوسف، **کتاب الخراج**، 28۔
52. القرآن: **سورۃ البقرہ** 2:226 ۔
53. ابن حزم، **المحلی**، 10، 24۔
54. عبدالرزاق، **المصنف**، 7، 484۔
55. ابن قدامہ، **المغنی**، 7، 489۔
56. بیہقی، **السنن الکبریٰ**، 7، 463۔
57. عبدالرزاق، **المصنف**، 9، 148۔
58. ابن ابی شیبہ، **المصنف**، 1، 332۔
59. بیہقی، **السنن الکبریٰ**، 7، 215۔
60. ابن ابی شیبہ، **المصنف**، 1، 253۔
61. ابن قدامہ، **المغنی**، 6، 647۔
62. بیہقی، **السنن الکبریٰ**، 1، 253۔
63. ابن ہشام، **سیرت النبی کامل**، 2، 349۔
64. ابو عبیدہ بن الجراح، **کتاب الاموال**، 59۔
65. امام ابو یوسف، **کتاب الخراج**، 26۔
66. یحییٰ بن آدم، **کتاب الخراج**، 48۔
67. القرآن: **الانفال** 8:41 ۔
68. القرآن: **الحشر** 59:7-9 ۔
69. ابو عبیدہ بن الجراح، **کتاب الاموال**، 62۔
70. عبدالرزاق، **المصنف**، 6، 45۔
71. بیہقی، **السنن الکبریٰ**، 9، 140۔
72. ایضاً، 6، 286۔
73. عبدالرزاق، **المصنف**، 5، 212۔
74. ابن حزم، **المحلی**، 8، 353۔

75. ایضاً،7،326۔

76. بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح البخاری**، کتاب الوصایا، باب الوقف کیف یکتب، حدیث:2620۔

77. ابن قدامہ، **المغنی**،5،556۔

78. قرآن :**الانفال**8:12 :۔

79. ابن حزم، **المحلی**،7،299۔

80. قرآن : **محمد**48:4 :۔

81. ابوعبیدہ بن الجراح، **کتاب الاموال**،135۔

82. ایضاً،331۔

83. امام ابویوسف، **کتاب الخراج**،28۔

84. ابوعبیدہ بن الجراح، **کتاب الاموال**،136۔

85. عبدالرزاق، **المصنف**،10،367۔

86. امام ابویوسف، **کتاب الخراج**،233۔

87. بیہقی، **السنن الکبریٰ**،10،127۔

88. عبدالرزاق، **المصنف**،11،299۔

89. ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ**،7،26۔

90. عبدالرزاق، **المصنف**،2،26۔

91. ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ**،7،137۔

92. قرآن :**التوبہ**9:6 :۔

93. امام ابویوسف، **کتاب الخراج**،244۔

94. ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ**،7،87۔

References in Roman

1. Ibn Hazm, al-Muhalla (Beirut: Dar al-Fikr, 1410H), 4, 434.
2. Imam Abu Yusuf, Kitab al-Kharaj (Beirut: Dar al-Shuruq, 1431H), 43.
3. Imam Malik, al-Muwatta (Beirut: Dar al-Fikr, 1400H), 2, 973.
4. Imam Nawawi, al-Majmu' (Beirut: Dar al-Fikr, 1406H), 8, 356.
5. Abdul Razzaq, al-Sunan (Beirut: Dar al-Fikr, 1414H), 11, 352.
6. Ibn Hazm, al-Muhalla (Beirut: Dar al-Fikr, 1411H), 11, 191.
7. Abdul Razzaq, al-Sunan (Beirut: Dar al-Fikr, 1400H), 11, 213.
8. Shatibi, al-Muwafaqat (Beirut: Dar al-Fikr, 1399H), 1, 82.
9. Ibn Hazm, al-Muhalla (Beirut: Dar al-Fikr, 1419H), 8, 308.
10. Bukhari, Muhammad bin Ismail, al-Sahih al-Bukhari (Beirut: Dar al-Fikr, 1422H), Abwab Sujud al-Quran, Hadith: 1027..
11. Ibn Qudama, Al-Mughni 1, 310.
12. Ibn Shaiba, Al-Musannaf 2, 159.
13. Abdul Razzaq, Al-Musannaf 2, 486.
14. Ibn Qudama, Al-Mughni 1, 407.

15. *Imam Malik,Al-Muwatta 1, 72.*
16. *Ibn Qudama,Al-Mughni 1, 417.*
17. *Ibn Hazm,Al-Mahalli 7, 26.*
18. *Ibn Abi Shaiba,Al-Musannaf 1, 73.*
19. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 9, 61.*
20. *Ibn Abi Shaiba,Al-Musannaf 1, 73.*
21. *Imam Malik,Al-Muwatta 1, 13.*
22. *Ibn Qudama,Al-Mughni 2, 75.*
23. *Bayhaqi,Al-Sunan 10, 27.*
24. *Ibn Abi Shaiba,Al-Musannaf 1, 49.*
25. *Izaan, 1, 97.*
26. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 4, 225.*
27. *Ibn Abi Shaiba,Al-Musannaf 1, 15.*
28. *Izaan, 1, 97.*
29. *Ibn Abi Shaiba,Al-Musannaf 1, 97.*
30. *Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Al-Sahih al-Bukhari, Kitab Mawaqit al-Salat, Bab Laa Tuharri al-Salat Qabl Ghuroob al-Shams, Hadith: 585.*
31. *Ibn Qudama,Al-Mughni 2, 100.*
32. *Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Al-Sahih al-Bukhari, Kitab al-Jumuah, Bab Fadhl al-Jumuah, Hadith: 842.*
33. *Ibn Qudama,Al-Mughni 2, 358.*
34. *Muti,Al-Hindi, Kanz al-Ummal, 3307.*
35. *Bayhaqi,Al-Sunan al-Kubra, 3, 24.*
36. *Imam Malik,Al-Muwatta 1, 154.*
37. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 1, 257.*
38. *Izaan, 4, 264.*
39. *Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Al-Sahih al-Bukhari, Kitab al-Tarawih, Bab Fadhl Man Qama Ramazan, Hadith: 1906.*
40. *Ibn Abi Shaiba,Al-Musannaf 1, 3.*
41. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 9, 61.*
42. *Ibn Abi Shaiba,Al-Musannaf 1, 130.*
43. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 5, 147.*
44. *Al-Quran: Surah al-Baqarah: 2:198.*
45. *Ibn Hazm,Al-Mahalli 3, 273.*
46. *Ibn Qudama,Al-Mughni 3, 291.*
47. *Imam Malik,Al-Muwatta 1, 357.*
48. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 4, 343.*
49. *Ibn Qudama,Al-Mughni 7, 450.*
50. *Izaan, 7, 450.*
51. *Imam Abu Yusuf, Kitab al-Kharaj, 28.*
52. *Al-Quran: Surah al-Baqarah: 2:226.*
53. *Ibn Hazm,Al-Mahalli 10, 24.*

54. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 7, 484.*
55. *Ibn Qudama,Al-Mughni 7, 489.*
56. *Bayhaqi,Al-Sunan al-Kubra, 7, 463.*
57. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 9, 148.*
58. *Ibn Abi Shaiba,Al-Musannaf 1, 332.*
59. *Bayhaqi,Al-Sunan al-Kubra, 7, 215.*
60. *Ibn Abi Shaiba,Al-Musannaf 1, 253.*
61. *Ibn Qudama,Al-Mughni 6, 647.*
62. *Bayhaqi,Al-Sunan al-Kubra, 1, 253.*
63. *Ibn Hisham, Sirat al-Nabi Kamil, 2, 349.*
64. *Abu Ubaidah ibn al-Jarrah, Kitab al-Amwal, 59.*
65. *Imam Abu Yusuf, Kitab al-Kharaj, 26.*
66. *Yahya ibn Adam, Kitab al-Kharaj, 48.*
67. *Al-Quran:Al-Anfal: 8:41.*
68. *Al-Quran:Al-Hashr: 59:7-9.*
69. *Abu Ubaidah ibn al-Jarrah, Kitab al-Amwal, 62.*
70. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 6, 45.*
71. *Bayhaqi,Al-Sunan al-Kubra, 9, 140.*
72. *Izaan, 6, 286.*
73. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 5, 212.*
74. *Ibn Hazm,Al-Mahalli 8, 353.*
75. *Izaan, 7, 326.*
76. *Bukhari, Muhammad ibn Ismail,Al-Sahih al-Bukhari, Kitab al-Wasaya, Bab al-Waqf Kayf Yaktab, Hadith: 2620.*
77. *Ibn Qudama,Al-Mughni 5, 556.*
78. *Al-Quran:Al-Anfal: 8:12.*
79. *Ibn Hazm,Al-Mahalli 7, 299.*
80. *Al-Quran: Muhammad: 48:4.*
81. *Abu Ubaidah ibn al-Jarrah, Kitab al-Amwal, 135.*
82. *Izaan, 331.*
83. *Imam Abu Yusuf, Kitab al-Kharaj, 28.*
84. *Abu Ubaidah ibn al-Jarrah, Kitab al-Amwal, 136.*
85. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 10, 367.*
86. *Imam Abu Yusuf, Kitab al-Kharaj, 233.*
87. *Bayhaqi,Al-Sunan al-Kubra, 10, 127.*
88. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 11, 299.*
89. *Ibn Kathir,Al-Bidaya wa al-Nihaya, 7, 26.*
90. *Abdul Razzaq,Al-Musannaf 2, 26.*
91. *Ibn Kathir,Al-Bidaya wa al-Nihaya, 7, 137.*
92. *Al-Quran:Al-Tawbah: 9:6.*
93. *Imam Abu Yusuf, Kitab al-Kharaj, 244.*
94. *Ibn Kathir,Al-Bidaya wa al-Nihaya, 7, 87.*